کوپن برائے سالانہ خریداری

میں ماہنامہ "حکمتِ قرآن" لاہور کا سالانہ خریدار
بننا چاہتا ہوں / چاہتی ہوں ــــ میری طرف سے سالانہ
زرِ تعاون مبلغ ۔/۴۰ روپے بذریعہ منی آرڈر / بنک ڈرافٹ
ارسالِ خدمت ہیں / مجھے ماہ ــــــ کا شمارہ ۔/۴۴ روپے کی وی پی
کی شکل میں درج ذیل پتے پر ارسال کر دیجئے۔

نام ------------------------

پتہ ------------------------

نوٹ: رقم ماہنامہ حکمت قرآن ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر ارسال کی جائے

کوپن برائے سالانہ خریداری

میں ماہنامہ "حکمتِ قرآن" لاہور کا سالانہ خریدار
بننا چاہتا ہوں / چاہتی ہوں ــــ میری طرف سے سالانہ
زرِ تعاون مبلغ ۔/۴۰ روپے بذریعہ منی آرڈر / بنک ڈرافٹ
ارسالِ خدمت ہیں / مجھے ماہ ــــــ کا شمارہ ۔/۴۴ روپے کی وی پی
کی شکل میں درج ذیل پتے پر ارسال کر دیجئے۔

نام ------------------------

پتہ ------------------------

نوٹ: رقم ماہنامہ حکمت قرآن ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر ارسال کی جائے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا
فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ (البقرة: ۱۱۴، ۱۱۵)

جوابی کاروباری سروس۔ پرمٹ نمبر ۱۳۱۹

اندرون پاکستان
ٹکٹ لگانے کی
ضرورت نہیں

منجانب
پتہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن
۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن
لاھور۔ ۵۴۷۰۰
پاکستان

جوابی کاروباری سروس۔ پرمٹ نمبر ۱۳۱۹

اندرون پاکستان
ٹکٹ لگانے کی
ضرورت نہیں

منجانب
پتہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن
۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن
لاھور۔ ۵۴۷۰۰
پاکستان

... Bagh, Karachi.
Phone: 216586

S.S.Q. Greater Chicago
810, 73rd Street Downers Grove
IL 60516 USA.
Ph: 312-969-6755

(۲۸)

مولانا محمد تقی امینی

تنگ نظری عبادت گاہوں اور مسجدوں تک کو ویران کر دیتی ہے

تنگ نظری کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر قوم گراوٹ وپستی کے وقت اس میں مبتلا ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں مسلک کا اختلاف ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرقہ وگروہ وجود میں آجاتا ہے جس کی بنا پہ عبادت گاہیں اور مسجدیں الگ الگ ہوتی ہیں اور اگر ایک ہی رہتی ہیں تو ان میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے پھر ہر فرقہ وگروہ اپنے کو اللہ سے قریب جانتا ہے اور ہر ایک اپنے کو تنہا جنّت کا مستحق سمجھتا ہے۔ کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ اللہ کی اتنی لمبی چوڑی جنّت ورحمت اس کے لئے کیسے خاص ہو جائے گی اور اللہ اپنے دوسرے بندوں کو کیونکر محروم کر دے گا۔؟ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی کہ بارالہا میری قوم سے سب کچھ لے لینا لیکن عقل نہ لینا۔ ارشاد ہوا کہ "جب مجھے کسی قوم سے کچھ لینا ہوتا ہے تو پہلے اس کی عقل ہی کو لیتا ہوں"۔ گراوٹ وپستی کے زمانہ کی بے عقلی وتنگ نظری کے واقعات سے قوموں کی تاریخ بھری ہوئی ہے جس کی طرف آیتوں میں اشارہ ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا
اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْ
هَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرة: ۱۱۴، ۱۱۵)

"اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روک دیا اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی[1] ۔ ایسے لوگوں کو ان میں داخل ہونے کا کوئی حق نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے داخل ہوں ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے[2] ۔ اور اللہ ہی کا مشرق بھی ہے اور مغرب بھی ہے تم جدھر رُخ کرو اللہ ہی کا رُخ ہے بے شک اللہ وسعت والا جاننے والا ہے ۔"

١ے قرآن کا انداز بیان یہ ہے کہ وہ صرف کسی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتا ہے بلکہ اس کے ثبوت کے لئے واقعات کا ذکر کرتا ہے یا ان کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ یہاں یہود و نصاریٰ کے ان واقعات کی طرف اشارہ ہے جو بیت المقدس اور اس سے باہر عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی عبادت سے روکنے سے تعلق رکھتے ہیں جن سے فساد و خون ریزی تک نوبت پہنچتی اور اللہ کی مسجدیں ویران و برباد ہوتی تھیں ۔ تاریخ میں یہ واقعات مشہور رہے ہیں۔

٢ے یہ مسجدوں اور عبادت گاہوں کی عظمت اور ان کے مقدس ہونے کا ذکر ہے کہ ان میں تو عجز و نیازمندی کی گردن جھکائے اللہ سے ڈرتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے نہ کہ شر و فساد پھیلاتے ہوئے داخل ہوں ۔ ایسے لوگوں کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے ۔

٣ے یہود و نصاریٰ میں جھگڑے کی ابتدا قبلہ کی سمت سے ہوئی ۔ بیت المقدس دونوں کا قبلہ تھا اس میں مشرقی سمت اور مغربی سمت کا کوئی سوال نہ تھا لیکن نصاریٰ نے اس کی مشرقی سمت کو قبلہ کے لئے منتخب کر لیا اور اس کی ضد میں یہودیوں نے اس کی مغربی سمت کو منتخب کیا ۔ نصاریٰ نے یہ انتخاب غالباً اس بنا پر کیا ہوگا کہ حضرت مریمؑ نے بیت المقدس کے اس حصہ میں اعتکاف کیا تھا جو مشرقی سمت میں تھا اور جس کی بنا پر ان کے نزدیک اس کو خصوصیت حاصل ہو گئی تھی۔
ابتداء تو اس اندر کے اختلاف سے ہوئی لیکن بعد میں اس اختلاف سے اندر و باہر کوئی جگہ محفوظ نہ رہ سکی اور اس مشرق و مغرب کو بنیاد بنا کر آپس میں خوب جنگیں ہوتی رہیں ۔ آیت میں بتایا گیا ہے کہ بیت المقدس کی مشرق و مغرب دونوں سمتیں اللہ کی ہیں ۔ اس کو قبلہ بنا کر جس سمت کی جانب رخ کرو گے اللہ ہی کی طرف رخ ہوگا ۔ وہ کسی سمت میں محدود نہیں ہے بلکہ وہ بہت

وسعت والا اور باخبر ہے ۔ تنگ نظری و تنگی نہ اس میں ہے اور نہ اس کے کسی حکم میں ہے بلکہ لوگوں کے دلوں میں ہے گراوٹ وپستی کے زمانہ میں لوگوں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں جس سے وہ اللہ کو تنگ سمجھ لیتے اور اس کے حکم کو بھی تنگ بنا دیتے ہیں ۔

تنگ نظری اللہ کو بھی اپنی سطح سے دیکھتی ہے

تنگ نظری مسجد و محراب ہی میں ہنگامہ نہیں کرتی ہے بلکہ اللہ کو بھی اپنی سطح سے دیکھتی اور طرح طرح کے مشرکانہ خیالات اور طرح طرح کے بے جا سوالات کو جنم دیتی ہے ۔ اس کا خیال ہوتا ہے کہ جس طرح لوگ اپنے کام کاج میں مددگاروں اور شریکوں کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح اللہ بھی محتاج ہے اور جس طرح لوگ آل اولاد کے ضرورت مند ہوتے ہیں اسی طرح اللہ بھی ہے چنانچہ :

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ (البقرۃ: ۱۱۶ تا ۱۱۹)

"اور وہ کہتے ہیں اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے ۔ حالانکہ وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے ۔ سب اسی کے فرمانبردار ہیں وہی آسمانوں

اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے اور جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔[1] اور بے علم کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا ہے یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی ہے۔ ان سے پہلے لوگ بھی ایسی ہی باتیں کہہ چکے ہیں۔ ان کے دل ایک ہی جیسے ہیں۔[2] یقین کرنے والوں کے لئے تو ہم نشانیاں بیان کر چکے ہیں۔ بے شک ہم نے آپ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے دوزخیوں کے بارے میں باز پرس نہ ہوگی۔[3]

لہ یہ اللہ کو اپنی ہی سطح سے دیکھنے کا نتیجہ تھا کہ یہودی حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے اور عیسائی حضرت مسیحؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے اور عرب کے مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ جبکہ اللہ کے لئے نہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ان کو اس کے لئے سوچا جا سکتا ہے۔

۲ہ تنگ نظری کا ذہن اور اس کا مزاج ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ پہلے اور اب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ سے ہمکلامی یا خاص نشانی کا مطالبہ جس طرح پہلے کیا گیا اب بھی کیا جا رہا ہے۔ اللہ سے ہمکلامی کا مطالبہ تو اس قابل بھی نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے۔ البتہ ثبوت کے لئے کچھ نشانیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ دکھائی جاتی رہی ہیں۔

۳ہ سب سے بڑی نشانی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جو آفتاب کی طرح اپنے اوپر اور اپنی کہی ہوئی سچی باتوں کے اوپر خود دلیل ہے۔ اگر کسی کو یہ نشانی نظر نہیں آرہی ہے تو اس کی آنکھ کا قصور ہے آفتاب کا نہیں ہے۔ اس کے بعد کسی اور نشانی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ پھر بھی چھوٹی چھوٹی نشانیاں دکھائی جاتی رہی ہیں۔ حق اور سچ کو ثابت کرنے کے لئے ہر کس و ناکس کی مرضی و پسند کی نشانیاں پیش کرنے سے نہ صرف حق اور سچ کا وقار گھٹتا ہے بلکہ اس کے پیش کرنے والے کی حیثیت بھی گرتی ہے۔

فرقہ پرستی و گروہ بندی میں سب لوگ یکساں نہیں ہوتے ہیں!

فرقہ پرستی و گروہ بندی کے اتنے خراب نتائج کے باوجود ان میں کام کا میدان ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ انہیں میں ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو نیک دل ہوتے اور سچائی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان سے حق بات قبول کرنے کی توقع ہوتی ہے۔ یہ چونکہ پورے فرقا ور گروہ میں پھیلے ہوتے ہیں متعین طور پر معلوم نہیں ہوتے ہیں اس بناء پر سبھی میں کام کرتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

”اور یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کریں گے[1] آپ کہہ دیجئے کہ بے شک ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے[2]۔ اور اگر آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی اس کے بعد کہ آپ کے پاس (حقیقت کا) علم آچکا ہے تو اللہ کی طرف سے کوئی حمایت کرنے والا اور مددگار نہ ہوگا[3]۔ (ہاں) وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کو پڑھتے ہیں اور اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور جو اس سے انکار